02789

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہم چھ بھائی، چھ بہنیں، ایک والدہ وارثوں میں ہیں، والد صاحب کا ایک مکان اور ایک دوکان تھی۔

ہم سب بھائی جیسے جیسے ہوش سنبھالتے رہے والد صاحب کی دکان پر جاتے رہے اور والد صاحب کا ہاتھ بٹاتے رہے والد صاحب کی رفتہ رفتہ طبیعت خراب رہنے لگی جس کی وجہ سے وہ دکان پر کم آتے رہے، ہم بھائیوں نے لگن اور محنت سے والد صاحب کی دوکان کو خوب ترقی دی اور اس والد صاحب کی دکان سے ہم نے ایک مکان، رہائش والے گھر کے ساتھ خریدا، اور دوسرا مکان دکان کے قریب خریدا، دکان کے قریب والے مکان کو گودام کے طور پر استعمال کیا، اور دوسرا مکان جو رہائش والے گھر کے ساتھ خریدا تھا اس میں بھی ہم نے رہائش اختیار کرلی۔ والد صاحب کی زندگی میں ان دونوں مکانوں کو جن میں ہماری رہائش تھی ہماری والدہ کے نام کر دیا گیا۔

اللہ کے چاہنے سے والد صاحب کا 2001ء، جنوری کے مہینے میں انتقال ہو گیا، والد صاحب کی دکان میں ہم اسی طرح کام کرتے رہے، والد صاحب کے انتقال کے بعد ہم بھائیوں نے والد کے دوکان کے کمائے ہوئے نفع سے کچھ مکان اور دکانیں مزید خریدی، اور والد صاحب کی دکان چونکہ غیر قانونی جگہ پر بنی ہوئی تھی، اس لئے اس والد صاحب کی دکان کو حکومت نے توڑ دیا اور ٹوٹی ہوئی دکان کے بدلے ایک دوسری دکان حکومت نے ہمیں دیدی۔ ٹوٹی ہوئی دکان کا مال اور ساز و سامان وغیرہ ہم بھائیوں نے پہلے سے خریدی ہوئی دکان میں منتقل کیا اور وہاں کاروبار کرنا شروع کر دیا، اس طرح کاروبار کرتے ہوئے ہم نے مزید دکانیں اور فلیٹ خرید لیے۔

بڑے بھائی نے ماں سے کہا کہ مجھے مزید کام کو آگے بڑھانا ہے، تو اس لئے آپ مجھے کچھ رقم دیدیں، تو ماں نے اپنے نام جو مکان تھا اسکے نیچے کی پانچ (5) دکانیں بیچ کر بھائی کو کام کرنے کے لیے پچاس لاکھ روپے (50,00000) کی رقم دی۔ تو بھائی نے اس پچاس لاکھ روپے کی رقم سے فیکٹری بنانے کے لیے جگہ خریدی اور فیکٹری تعمیر کر دی، اس فیکٹری کی تعمیر میں اور بھی رقم دوسرے ذرائع سے حاصل کی گئی، اور اس رقم کو بھی اس فیکٹری کی تعمیر میں استعمال کیا گیا۔

بالآخر ہم چھ بھائیوں نے دسمبر 2015ء میں اس ساری جائیداد کو آپس میں تقسیم کرلی، فیکٹری کو بھی تقسیم میں شامل کیا گیا، تقسیم کے وقت جو دو مکان ماں کے نام تھے، انہیں تقسیم میں شامل نہیں کیا گیا، کیونکہ یہ دونوں مکان ماں کے نام تھے۔

جو جائیدادیں ہم چھ بھائیوں نے آپس میں تقسیم کی ان کی مالیت دسمبر 2015ء میں نو (9) کروڑ روپے لگائی گئی، بڑے بھائی سے میں نے پوچھا کہ اس ساری تقسیم میں بہنوں کا حصہ ہوگا یا نہیں، تو بڑے بھائی نے جواب دیا کہ یہ ساری جائیداد ہم نے اپنی محنت سے بنائی ہے، اس لیے اس میں بہنوں کا حصہ نہیں ہوگا۔

دار الافتاء

Scanned by CamScanner

لہذا اب معلوم یہ کرنا تھا کہ:

(۱): کیا واقعی اس میں بہنوں کا حصہ شرعاً نہیں ہوگا، اور اگر ہوگا تو کس طرح ادا کریں؟

(۲): میرے علاوہ باقی پانچ بھائیوں نے یہ طے کیا کہ ہمارے اوپر بہنوں کا حصہ دینا ضروری نہیں ہے۔ کیا یہ عمل صحیح ہے؟ کیونکہ وہ سمجھ رہے ہیں کہ یہ سب کچھ ہم نے اپنی محنت سے کمایا ہے۔

(۳): مجھ پر اپنے حصے کی جو ڈیڑھ کروڑ (1,50,00000) کی جگہ آئی ہے اس میں سے بہنوں کا حصہ شرعاً ادا کرنا ضروری ہے یا نہیں، تاکہ میری قیامت میں پکڑ نہ ہو۔

(۴): جو مکان امی کے نام ہیں اس کی وراثت میں تقسیم شامل ہے یا نہیں، نیز اس کا ایک حصہ بیچ کر پچاس لاکھ (50,00000) روپے فیکٹری بنانے میں استعمال ہوئے، اس کا کیا حکم ہوگا؟

(۵): جو نو کروڑ (9,0000000) روپے کی جگہ ہم نے آپس میں تقسیم کی آیا اس طرح تقسیم کرنا صحیح ہے؟ تقسیم درج ذیل ہے:

(۱،۲): بھائی سلیمان اور بھائی عرفان کے نام فیکٹری ہوگئی، جس کی مالیت تقریباً 3 کروڑ طے ہوئی۔

(۳،۴): بھائی محمد حبیب اور بھائی محمد علی کے نام دو (۲) دکانیں اور ایک مکان ہو گیا، مالیت تقریباً 3 کروڑ طے ہوئی۔

(۵،۶): بھائی محمد اقبال اور بھائی محمد عمران کے نام تین (۳) دکانیں، دو (۲) فلیٹ اور اٹھاون لاکھ روپے (58,00000) نقد کل مالیت 3 کروڑ روپے طے ہوئی۔

(۶) مزید یہ کہ بھائی محمد حبیب اور بھائی محمد علی کے نام جو دکانیں گئی تھیں، ان دکانوں کو بھائی محمد سلیمان نے ۳ سال کے لیے کرایے پر لے لیا اور اس کا کرایہ دونوں بھائیوں کا ساٹھ ہزار (60,000) روپے طے کیا، اس کے علاوہ ان دونوں بھائیوں کو یومیہ 800 روپے بھائی حبیب کو اور 500 روپے بھائی محمد علی کو طے کیا۔

اور دونوں بھائیوں کو بھائی سلیمان نے اس بات کا پابند کیا کہ جب بھی ہمارا دکان بیچنے کا ارادہ ہو تو، وہ باقی بھائیوں کو آفر دینگے، اگر انکا ارادہ نہیں ہوگا تو پھر وہ کسی دوسرے آدمی کو بیچ سکتے ہیں۔

آپ سے درخواست ہے کہ مندرجہ بالا مسئلہ میں شرعی رہنمائی فرمائیں۔

مستفتی: محمد حبیب۔
03002376185
03131274768

(جواب منسلکہ ورق پر ملاحظہ فرمائیں)

دار الافتاء

بمعرفت مولانا سعید صاحب
استاد مدرسہ ...

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱)۔۔۔صورتِ مسئولہ میں چونکہ یہ کاروبار والد مرحوم کے ترکے کے مال سے کیا گیا ہے، اور سب بھائی بہنوں کی رضامندی سے کیا گیا ہے اور کسی نے بھی کاروبار کو آگے بڑھانے کی مخالفت نہیں کی، لہٰذا والد کا اصل ترکہ اور جو کچھ اضافہ کیا گیا ہے وہ سب بھائی بہنوں میں تقسیم کیا جائیگا اور ہر ایک کو نمبر دو (۲) میں آنے والی تفصیل کے مطابق حصہ دیا جائیگا۔

اور بھائیوں کا محض کمائی کی بناء پر یہ کہنا کہ "ہمارے اوپر بہنوں کا حصہ دینا ضروری نہیں ہے؛ کیونکہ یہ سب کچھ ہم نے اپنی محنت سے کمایا ہے" درست نہیں، لہٰذا اگر وہ بہنوں کو ان کا پورا حصہ نہیں دینگے تو گنہگار ہونگے، چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قطع میراثا فرضہ اللہ ورسولہ قطع اللہ بہ میراثا من الجنۃ

ترجمہ: جس نے اللہ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ میراث کو ختم کیا (یعنی وارث کو اس کے حق سے محروم کیا) تو اللہ اس کو جنت کی میراث سے محروم کردیں گے:

البتہ چونکہ بھائیوں کی محنت بھی اس میں شامل ہے، اور انہوں نے دیگر ورثاء کی اجازت سے ترکہ کے پیسوں سے کاروبار کیا ہے (جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے کہ بہنوں نے باوجود قدرت کے اپنے بھائیوں کو کاروبار سے منع نہیں کیا ہے تو یہ بہنوں کی طرف سے دلالۃً اجازت سمجھی جائیگی) لہٰذا کاروبار کرنے والے بھائی اجرتِ مثل کے مستحق ہونگے (یعنی اس شہر میں ایسے کام کرنے والوں کو جو اجرت ملتی ہے وہ اجرت تمام بھائیوں کو اپنے کام کے تناسب سے ملے گی) البتہ انہوں نے ابتک جو خرچہ لیا ہے وہ ان کی اجرتِ مثل میں شامل کیا جائیگا، اگر انہوں نے اپنی اجرت مثل سے زیادہ لیا ہے تو وہ انکے حصہ سے منہا کیا جائیگا۔

(۲)۔۔۔مرحوم نے انتقال کے وقت اپنی ملکیت میں جو کچھ منقولہ وغیر منقولہ مال و جائداد، مکان، دکان، پلاٹ، نقد رقم، سونا، چاندی، مالِ تجارت اور ہر طرح کا چھوٹا بڑا جو بھی ساز وسامان چھوڑا ہے وہ سب مرحوم کا ترکہ ہے، نیز اگر مرحوم کا قرضہ کسی کے ذمہ واجبُ الاداء ہو تو اسے وصول کرکے مرحوم کے ترکہ میں شامل کیا جائے گا۔ اور ترکہ میں سے سب سے پہلے مرحوم کے کفن ودفن کے متوسط اخراجات ادا کیے جائیں، اگر یہ اخراجات کسی اور نے احسان کے طور پر ادا کردیئے ہوں تو مرحوم کے ترکہ سے یہ اخراجات نہیں نکالے جائیں گے، البتہ اگر ان کے ذمہ کسی کا کوئی واجبُ الاداء قرض ہو تو اس کو ادا کیا جائے، نیز اگر زندگی میں بیوی کا مہر ادا نہیں کیا تھا، اور بیوی نے خوش دلی سے معاف بھی نہیں کیا

Scanned by CamScanner

ہو، تو وہ بھی قرض ہے، اسے بھی مرحوم کے ترکہ سے ادا کیا جائے، اس کے بعد دیکھیں کہ اگر مرحوم نے غیر وارث کے حق میں کوئی جائز وصیت کی ہو تو ایک تہائی (1/3) مال کی حد تک اس وصیت کو پورا کیا جائے، اس کے بعد جو ترکہ بچے اس کے کل ایک سو چوالیس (۱۴۴) برابر حصے کر کے بیوہ کو اٹھارہ (۱۸) حصے، اور ہر ایک بیٹے کو چودہ (۱۴) حصے، اور ہر ایک بیٹی کو سات (۷) حصے دیدیں

تقسیم کا نقشہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں

مسئلہ: ۸ تص: ۱۴۴ مرحوم مضروب: ۱۸

میـــــــــــ

بیوہ	بیٹا	بیٹی
۱	۷	
۱۸	فی بیٹا ۱۴	فی بیٹی ۷
۱۲٫۵ %	فی بیٹا % ۹٫۷۲	فی بیٹی % ۴٫۸۶

(۳، ۴، ۵)۔۔۔ صورت مسئولہ میں آپ کے والد نے اگر مذکورہ مکان آپ کی والدہ کے نام کرنے کے ساتھ ساتھ اس مکان سے اپنا ساز و سامان اور اپنی رہائش سمیت دوسرے افراد کو نکال کر خالی حالت میں اس کا قبضہ والدہ کو دیدیا تھا تو وہ صرف والدہ کی ملکیت ہے، لہذا کاروبار کو آگے بڑھانے کے لئے آپ کی والدہ نے اپنے مملوکہ مکان کے نیچے کی پانچ دکانیں فروخت کر کے جو پچاس لاکھ روپے آپ کے بھائی کو دئے تھے، تو تقسیم میراث سے پہلے ترکہ سے اس کی (والدہ کی مذکورہ رقم) ادائیگی کی جائیگی۔

اور اگر مذکورہ تفصیل کے مطابق والدہ کو مکان کا قبضہ نہیں دیا تھا بلکہ صرف کاغذی کاروائی میں اس کے نام کیا گیا تھا تو یہ مکان ان کی ملکیت نہیں ہے، بلکہ تمام ورثاء کے درمیان مشترک ہے، لہٰذا مذکورہ رقم اور اس سے حاصل ہونے والے منافع تمام ورثاء کے درمیان مشترک ہے، اور ذکر کردہ تفصیل کے مطابق تمام ورثاء کے درمیان ان کے حصوں کے تناسب سے تقسیم کرنا لازم ہے، اسی طرح بہنوں کو بھی ان کا شرعی حصہ دینا لازم ہے، اور اس غیر شرعی تقسیم کے نتیجے میں جتنا حصہ آپ کے نام پر آیا ہے اس میں یہ تفصیل ہے کہ جواب نمبر (۲) میں ذکر کردہ تقسیم کے مطابق جتنا حصہ آپ کا بنتا ہے وہ آپ کا حق ہے، البتہ اس سے زائد حصہ چونکہ والدہ اور بہنوں کا حق ہے، لہٰذا اسے والدہ اور بہنوں کو ان کے حصوں کے تناسب سے دینا آپ پر شرعاً لازم ہے۔

دار الافتاء

(٦)۔۔۔واضح رہے کہ شرعی تقسیم کے مطابق تقسیم ہوجانے کے بعد جو چیز جسکے حصہ میں آئے وہ اسی کی ملکیت ہوگی، اور مالک کو یہ حق ہے کہ اپنی چیز کو کرایہ پر دے، یا جسے چاہے فروخت کرے، تاہم اگر اس نے اپنے بھائی سے وعدہ کیا ہے تو اپنے وعدہ کے مطابق اسی کو فروخت کرنا چاہیئے جبکہ کوئی شرعی عذر نہ ہو، کیونکہ شرعی عذر کی صورت میں کسی دوسرے کو بھی فروخت کیا جاسکتا ہے۔

شعب الإيمان – البيهقي (٦/ ٢٢٤)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قطع ميراثا فرضه الله ورسوله قطع الله به ميراثا من الجنة

عمدة القاري شرح صحيح البخاري (كتاب الفرائض) (٣٤ / ٩٤)

وسميت أيضا المواريث فرائض وفروضا لما أنها مقدرات لأصحابها ومبينات في كتاب الله تعالى ومقطوعات لا تجوز الزيادة عليها ولا النقصان منها

الدر المختار (٥/ ٦٩٠)

(وتتم) الهبة (بالقبض) الكامل (ولو الموهوب شاغلا لملك الواهب لا مشغولا به) والأصل أن الموهوب إن مشغولا بملك الواهب منع تمامها،

حاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٤/ ٣٢٥)

الأب وابنه يكتسبان في صنعة واحدة ولم يكن لهما شيء فالكسب كله للأب إن كان الابن في عياله لكونه معينا له ألا ترى لو غرس شجرة تكون للأب

درر الحكام شرح مجلة الأحكام – (٣ / ٢١٠)

كُلٌّ يَتَصَرَّفُ فِي مِلْكِهِ كَيْفَمَا شَاءَ . لَكِنْ إذَا تَعَلَّقَ حَقُّ الْغَيْرِ بِهِ فَيَمْنَعُ الْمَالِكُ مِنْ تَصَرُّفِهِ عَلَى وَجْهِ الِاسْتِقْلَالِ.........واللہ سبحانہ وتعالی اعلم

محمد تقی رنگونی

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

١٩/صفر المظفر/١٤٣٨ھ

٢٠/نومبر/٢٠١٦ء

الجواب صحیح

بندہ محمد عبدالمنان عفی عنہ

نائب مفتی دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

١٨/صفر المظفر/١٤٣٨ھ

١٩/نومبر/٢٠١٦ء

الجواب صحیح

١٩/٢/١٤٣٨ھ

Scanned by CamScanner